سلسلہ نمبر۱۳

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

قرآن پاک سے تعلق اور اُس کی برکات

تحریر فرمودہ : ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۷۶ء

﴿ نظر ثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

فضیلت قرآن کریم اس درجہ زیادہ آئی ہے کہ جو آدمی قرآن پاک بغیر ترجمہ جانے بھی پڑھے یا سنے اُسے ثواب حاصل ہوتا ہے، اور سمجھ کر پڑھنے پر اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں :

اِنَّکُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَی اللّٰہِ بِشَیْئٍ اَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ . (رواہ الحاکم وقال ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ مستدرک ص ۵۵۵ ج۱)

''تم اللہ کے دربار میں اُس چیز سے بڑی افضل کوئی چیز لے کر پیش نہیں ہو سکتے جو اُس کی ذاتِ پاک سے ظہور میں آئی ہو یعنی قرآن پاک''۔

قرآن پاک کلام اللہ ہے۔ قائم بذاتہ تعالیٰ ہے۔ احمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ تو قرآن پاک کے کلامُ اللہ اور غیر مخلوق ہونے میں اتنی بڑی آزمائش سے گزرے ہیں کہ شہید ہی کر دیئے گئے، وہ حماد بن زید سفیان بن عینیہ اور امام مالک رحمہم اللہ کے شاگرد تھے۔ یحیٰ بن معینؒ کے اُستاذ تھے، اُن کا قاتل خود واثق تھا۔ (البدایہ والنھایہ ج ۱۰)

امام شافعیؒ اس فتنہ کی شدت سے پہلے مصر تشریف لے گئے تھے لیکن جب یہ فتنہ جنم لے رہا تھا تو وہ یہ فرمایا کرتے تھے :

اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَنْ قَالَ مَخْلُوْقٌ فَھُوَ کَافِرٌ (البدایہ ص ۲۵۴ جلد ۱۰)

''قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے اور جس نے اس کو مخلوق کہا وہ کافر ہے''۔

پھر امام احمد بن حنبل اور احمد بن نصر مذکور الصدر رحمہم اللہ شدید امتحان سے گزرے۔ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے مگر یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اِسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہیں جن میں اُس کی صفت علم بھی ہے اور صفت کلام بھی ہے۔ قرآن پاک اُس کا کلام ہے وہ بھی مخلوق نہیں ہے۔ جب ہم اُس کی تلاوت کرتے ہیں تو ہماری زبان اُس کلام کا محلِ ظہور ہوتی ہے اور کلام وہی کلامِ قدیم پہلے سے ہوتا ہے۔ اللہ پاک اپنے کلام اور وحی کے ظہور کے لیے جو طریقہ چاہے اختیار فرما سکتا ہے۔ چاہے طور پر درخت کو ذریعہ بنالے، چاہے فرشتہ کو ذریعہ بنالے اور چاہے لوحِ محفوظ کو۔ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کو یہ نعمتِ عظمیٰ عطا ہوئی کہ وہ اپنی زبان کو اداءِ کلامِ الٰہی کے لیے استعمال کر سکیں۔ ہم لوگ جب کسی کی کوئی بات نقل کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ بات کہی اُس کے الفاظ یہ تھے وغیرہ، اور وہ قول اُسی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اِسی طرح قرآن پاک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اس لیے حدیث مذکور میں اتنی عظیم فضیلت ارشاد فرمائی گئی۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں :

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ .(بخاری)

''تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور تعلیم دیتے ہیں''۔

ارشاد ہوا :

" مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَیْنَ جَنْبَیْهِ غَیْرَاَنَّهٗ لَا یُوْحٰی اِلَیْهِ

(مستدرك ص ۵۵۲)

"جس نے قرآن پاک پڑھ لیا اُس نے (گویا علم) نبوت اپنے پہلوؤں میں سمولیا سوائے اس کے کہ اِس پر وحی نہیں اُتری"۔

ارشاد فرمایا گیا : لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ.... الحدیث یعنی قابلِ حسد وغبطہ تو دو قسم کے آدمی ہیں، ایک وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک عطا کیا ہے وہ دن کے اوقات میں بھی اِسے (عمل وتلاوت سے) قائم رکھتا ہے اور رات کو بھی تلاوت کے لیے کھڑا رہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے اور وہ (اُس کی خوشنودی کے لیے) دن اور رات کے اوقات میں صرف کرتا رہتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :

مَنْ قَرَأَ عَشْرَ اٰیَاتٍ فِیْ لَیْلَةٍ لَّمْ یُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ (مستدرك ص ۵۵۵ ج ۱)

"جو کسی شب دس آیتوں کی تلاوت کرے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا۔"

ایک حدیث پاک کے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے :

اُتْلُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَأْجُرُكُمْ عَلٰی تِلَاوَتِهٖ كُلَّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ...الحدیث

(مستدرك ص ۵۵۵ ج۱)

"قرآن پاک کی تلاوت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اِس کی تلاوت پر ہر حرف پر دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔ دیکھو میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے بلکہ یہ الف لام اور میم ہیں (یہ تین حرف ہیں)"۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے مثال کے لیے وہ آیت پیش فرمائی ہے جس کا مطلب اُمت میں کسی کی بھی سمجھ میں قطعی طور پر تو نہیں آ سکتا اور کوئی مطلب کی قطعی تعیین کا دعوٰی نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جب انسان کلامِ الٰہی ہونے کے اعتقاد سے اِن کی تلاوت کرے گا تو

ایمان وایقان کی تازگی ہوگی چاہے معنی نہ سمجھ میں آرہے ہوں۔ نیز جو بھی قرآن پاک تلاوت کرنے والا تلاوت کرے گا اور دل میں یہ اعتقاد قائم رکھے گا تو یقیناً اُس کی توجہ ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف ہوگی اور جتنی دیر اس طرح خداوندِ کریم کی طرف پڑھتے یا سنتے وقت متوجہ رہے گا کہ ''یہ اُس کا کلام ہے'' اُسے اِس توجہ پر اجر ملے گا اور اِس کا خداوند کریم کی اِس صفتِ عظیمہ سے اتصال رہے گا۔

بکثرت حفاظ ایسے ہی ہوتے ہیں جن کی نظر معانی تک نہیں پہنچتی مگر اجر اُن کو ملتا ہے۔ اُن کی ایمانی قوت بڑھتی ہے۔ اُن کی صورت، سیرت اور معاملات سب ہی میں رفتہ رفتہ تقوٰی سرایت کرتا چلا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ .....الحدیث (مستدرک ص ۵۵۴ ج۱ ھذاحدیث صحیح علی شرط مسلم)

روزہ اور قرآن پاک بندہ کی شفاعت کرتے ہیں، روزہ عرض کرتا ہے کہ خداوند کریم میں نے دن میں اِس کی مرغوب چیزوں اور کھانے سے اِسے روکا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہتا ہے کہ میں نے رات کو اِسے سونے سے روکا، تو دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس لیے آپ صحابہ کرامؓ کے علاوہ بزرگان دین کے حالات میں شغف بالقرآن بہت پائیں گے۔ منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ چالیس دن روزہ سے رہے اور ساری رات عبادت میں روتے رہتے تھے۔ صبح کو آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تھے اور سر پر تیل وغیرہ لگا کر اپنی حالت دُرست کر لیتے تھے۔ ان کی والدہ فرماتی تھیں کہ کیا تم نے قتل کے جرم کا ارتکاب کیا ہے؟ وہ عرض کرتے تھے کہ میں جانتا ہوں جو میرے نفس نے کر رکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۱۴۲ ج ۱)

ابو مسہرؒ فرماتے ہیں کہ امام اوزاعیؒ ساری رات نماز تلاوت اور رونے میں گزار دیتے تھے (تذکرہ ص ۱۷۹ ج ۱) ابن ابی ذئب کے بھائی اُن کا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک روز روزہ رکھا کرتے تھے ایک دن نہیں رکھتے تھے، پھر مسلسل رکھنے لگے۔ اِن ہی کے بارے میں ہے کہ ساری رات عبادت میں گزارتے تھے اور اگر اِن سے یہ کہا جاتا کہ کل قیامت آنے والی ہے تو (وہ پہلے ہی سے اتنی عبادت کے عادی تھے کہ) اُن کی عبادت میں اور زیادتی نہیں ہوسکتی تھی۔ (تذکرہ ص ۱۹۱ ج ۱)

وکیع رحمۃ اللہ علیہ حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ انہوں نے، ان کی والدہ اور بھائی نے رات کی عبادت آپس میں تین حصوں میں تقسیم کر رکھی تھی۔ جب والدہ کی وفات ہوگئی تو دونوں بھائیوں نے آدھی آدھی رات بانٹ لی۔ حسن کے بھائی کا نام علی تھا اُن کی وفات ہوگئی تو ساری رات خود حسن عبادت کیا کرتے تھے۔ ابوسلیمان دارانی حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں فرماتے ہیں میں نے کسی پر اِتنا زیادہ خوفِ خدا نمایاں نہیں دیکھا، اِن میں دیکھا ہے کہ ایک شب اُنہوں نے سُورہ عمّ یتساء لون شروع کی، اِس کا اثر ایسا ہوا کہ بیہوش ہوگئے، وہ فجر تک یہ سُورت پوری نہ پڑھ سکے۔ (تذکرہ ص۲۱۶ ج۱)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں رات بھر نہیں سوتے۔ امام صاحبؒ فرمانے لگے کہ خدا کی قسم یہ مناسب نہیں ہے کہ لوگ میرے بارے میں ایسی بات کہیں جو میں نے نہ کی ہو۔ تو اُس کے بعد سے ان کی ساری رات نماز دُعا اور گڑگڑانے میں گزرتی تھی۔ (تذکرہ ص ۱۶۹ ج۱)

میں نے یہ چند واقعات اِن اکابر کے نقل کیے ہیں جو علوم نبویہ کے حامل تھے اور جن سے دُنیا میں اسلام پھیلا اور ہم تک پہنچا، اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند فرمائے۔ ہمیں اِن ہی کے راستہ پر چلا کر ہم سے اپنے دین کی خدمت لے اور ان کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

امام شافعیؒ کی کثرتِ تلاوت بھی اسی طرح منقول ہے۔ قرآن پاک کا یہ معجزہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں بھی ایسے بچے موجود ہیں جنہوں نے صرف سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا حالانکہ ان کی زبان عربی نہیں ہے نہ وہ عربی سمجھ سکتے ہیں۔

اسی طرح بڑی عمر میں حفظ کرنے والوں کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ خود میرے والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ نے ۶۴ سال کی عمر میں حفظ قرآن پاک کیا۔ تمام مشاغل کے باوجود تکمیل فرمادی۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب جو " احوالُ الموتٰی والقبور" پر لکھی ہے اس میں روایت دی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی کی قرآن پاک کی تعلیم پوری نہ ہونے پائی ہو اور موت آگئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کے لیے فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں جو اُسے پورا کرادیتا ہے۔

بعض لوگ قرآن پاک پڑھنا چاہتے ہیں لیکن الفاظ باوجود کوشش کے ادا نہیں کر پاتے ،اُن کے بارے میں بخاری و مسلم میں روایت آئی ہے۔

وَالَّذِیْ یَتَتَعْتَعُ فِیْہِ وَھُوَ عَلَیْہِ شَآقٌّ لَّہٗ اَجْرَانِ . (مسلم ص ۲۶۹ ج ۱)

'' وہ آدمی جسے ادائیگی میں دُشواری ہوتی ہے اور اُس میں مشقت اُٹھاتا ہے، اُس کو دُہرا اجر ملتا ہے''۔

یہ دین سب ہی کے لیے ہے عربی ہوں یا عجمی کم استعداد کے ہوں یا کامل استعداد کے اس لیے ثواب بھی سب ہی کے لیے ہوگا۔قرآن پاک کی تلاوت سے ہر صدمہ میں سکون میسر آتا ہے۔

حضرت اُسَید بن حضیر کو تو سکینہ متشکل بھی نظر آیا تھا جو بخاری و مسلم شریف وغیرہ کی صحیح احادیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔(مسلم ص ۲۶۹ ج ۱)

مختلف سورتوں اور آیتوں کے یاد کرنے اور تلاوت کرتے رہنے کی احادیث میں جا بجا تعلیم دی گئی ہے ایک صحابی کو سورہ قل ھو اللہ سے بہت محبت تھی۔ارشاد فرمایا : اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاہُ اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ تمہیں اس کی محبت جنت میں داخل کرائے گی۔

آیت الکرسی سورہ بقرہ کی آخری آیات کی بہت فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ پوری سورہ بقرہ اور سورہ اٰل عمران کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے دربار میں اپنے پڑھنے والے کی طرف عذاب سے مدافعت کریں گی۔قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق ،قل اعوذ برب الناس کی فضیلتوں میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت اِنہیں پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسمِ اطہر پر ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے۔اس عمل میں پیروی سنت کے ساتھ ساتھ اور بھی فوائد ہیں۔

سورۂ یٰسین، سورہ دخان، سورہ ملک کی فضیلتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔سورہ ملک عذابِ قبر سے بچاتی ہے سورہ ملک روزانہ پڑھنی علماء سلف کا معمول چلا آرہا ہے۔سورۂ کہف کی شروع کی دس آیتیں پڑھنے والا شخص دجال سے محفوظ رہے گا۔اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ان آیات کے پڑھنے سے مکر و فریب اور چھوٹے دجالوں سے بھی انشاء اللہ حفاظت میں رہے گا۔

ہر شب سورۂ واقعہ کی تلاوت کی فضیلت بھی ارشاد فرمائی گئی اس میں ایک دنیوی نفع بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس کا پڑھنے والا فاقہ سے محفوظ رہے گا۔

قرآن پاک جس کی عظمت تحریر نہیں کی جاسکتی۔ جب اتنا عظیم المرتبت ہوا تو اِسی قدر اِس کی تعظیم واجب ہوگی اور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کو اِس کے فہم کے وقت سب سے مقدم کرنا ہوگا۔ ورنہ اسی قدر عظیم خطرات بھی پیش آنے کا اندیشہ ہوگا۔ جب آپ حضرات عربی پڑھیں گے اور ترجمہ قرآن پاک دیکھیں گے تو بہت سی جگہ لغت کے ترجمہ سے اکابر علماء کا ترجمہ ہٹا ہوا دیکھیں گے۔ اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ شریعت مطہرہ نے اس لفظ کو خاص معنی میں استعمال فرمایا ہوتا ہے وہاں تک سوائے ان حضرات کے جو علم کی گہری بصیرت رکھتے ہوں دوسروں کی نظر نہیں جاتی۔ بخاری شریف میں تفسیر دیکھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے مثلاً عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ وہ جو کچھ کیا کرتے تھے اُس کے متعلق اُن سے قیامت میں سوال ہوگا، لیکن امام بخاریؒ نے تفسیر کی ہے۔ عَنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اُن سے قیامت کے دن لا الٰہ الا اللہ کے بارے میں سوال ہوگا۔ آپ کا جی چاہے گا کہ جہاں سہولت کی چیز میسر ہو فوراً گنجائش نکالیں۔ یہ انسان کا نفس اپنی طرف کھینچتا ہے اس سے بچنا چاہیے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں حاکم فرماتے ہیں کہ اوزاعیؒ اپنے زمانہ کے سب کے امام تھے اور اہلِ شام کے خصوصاً، وہ فرمایا کرتے تھے :

خَمْسَةٌ كَانَ عَلَيْهَا الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ ...الخ

پانچ باتوں پر صحابۂ کرام اور تابعین قائم رہتے تھے۔

(۱) جماعت کے ساتھ رہتے تھے (یعنی اقوال وعقائد میں)

(۲) سنت کی پیروی کرتے تھے

(۳) مسجدیں آباد رکھتے تھے (جماعت وتلاوت وغیرہ مناسب کاموں سے جو مسجد میں ہوتے ہیں)

(۴) تلاوت

(۵) جہاد

اوزاعیؒ فرماتے تھے: آثار سلف پر قائم رہو چاہے تمہیں لوگ چھوڑ دیں۔ لوگوں کی رائے سے بچو اگرچہ وہ خوب عمدہ (مزین) ہو۔ معاملہ سب کھل جائے گا اور تم ہی صراط مستقیم پر نظر آؤ گے۔ وہ فرماتے تھے جو علماء کی نادر

باتیں جوڑتا ہے (اور راہ پیدا کرتا ہے) وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ یہ سب تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۸۰ سے ماخوذ ہے۔

قرآن پاک کی فضیلت کے بارے میں ایک روایت میں ارشاد فرمایا گیا ہے ۔ یَجِیْئُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ... الحدیث (مستدرک ص۵۵۲)۔اس حدیث میں آتا ہے کہ اس سے فرمایا جائے گا کہ ''پڑھتا جا اور درجات قرب میں چڑھتا جا۔''

اور ہر آیت پر اِس کی ایک نیکی بڑھادی جائیگی۔اسی مناسبت سے آخر میں تبرکاً ایک ایسے عالم ربانی کے دو واقعے لکھتا ہوں جو سنت پر قائم اور مبلّغِ دین تھے جو قرآن پاک کی سات متواتر قرا ٔتوں میں ایک کے امام ہیں اِن کا اسم گرامی ''حمزہ'' ہے۔

خدا کی قدرت کہ حضرۃ عبداللہ بن مسعودؓ کی تعلیم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے دارالخلافہ بنانے سے کوفہ میں علماء صحابہ کی ساری دُنیا کے مقامات سے زیادہ اکثریت ہوگئی۔قراء سبعہ میں سے تین کوفی ہیں جبکہ چار ساری دنیا کے مختلف مقامات میں تھے،اور قراء عشرہ میں سے چار کوفی ہیں چھ سارے عالمِ اسلام کے مختلف مقامات میں تھے۔ان قراءتوں کے حق ہونے پر ہر مسلمان کا ایمان ہے چاہے وہ قاری ہو یا نہ ہو۔اہلِ کوفہ میں ابوعبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حبیب السلمی بھی ہیں۔انہوں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی قراءت سیکھی تھی اور قرآن پاک سنایا، چالیس سال مسجد کوفہ میں پڑھاتے رہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکم سے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے اِن سے قرآن پاک کی قراءت سیکھی حالانکہ وہ تابعی تھے اور یہ حضرات صحابی تھے۔امام عاصمؒ نے حضرت علیؓ کی قراءت اِن ہی سے لی ہے۔یہی وہ قرا ٔت ہے جس کے آگے راوی حفص ہیں (حفص عن عاصمؒ)۔حق ارشاد فرمایا : اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا.

غرض حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اُن سات میں سے ایک ہیں۔ان کے شاگرد سلیم بن عیسیٰ کہتے کہ میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے رُخسار زمین پر لگا رہے تھے اور رو رہے تھے۔ یہ اس حالت کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا آپ کو اپنی حفاظت و پناہ میں رکھے، یہ رونا کیسا ہے؟ وہ فرمانے لگے کہ میں نے گزشتہ شب یہ دیکھا کہ قیامت آگئی ہے اور کسی نے قرآن پاک کے قراء کو بلایا تو میں بھی اُن میں ہوں جو بلانے پر

آئے ہیں۔ اتنے میں میں نے یہ سُنا کہ کوئی شیریں گفتاری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے کہ یہاں وہ ہی داخل ہو جس نے قرآن پر عمل کیا ہو۔ میں یہ سن کر اُلٹے پاؤں لوٹ گیا تو مجھے کسی نے میرا نام لے کر آواز دی کہ حمزہ ابن حبیب زیّات کہاں ہے۔ میں نے کہا لبیک داعی اللہ۔ اس پر ایک فرشتہ بڑھا اُس نے کہا لبیک اللّٰھم لبیک کہو۔ میں نے ایسے ہی کہا مجھے ایک مکان میں داخل کر دیا گیا جس میں میں نے قرآن پاک تلاوت کرنے والوں کی آوازیں سنیں۔ میں ٹھہر گیا اور میں کانپ رہا تھا۔ میں نے آواز سُنی ،کوئی کہہ رہا ہے۔ کوئی خوف کی بات نہیں، چڑھو اور پڑھو۔ میں نے چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھا تو میں نے محسوس کیا کہ میں سفید موتی کے ممبر پر ہوں، ایک سرخ یاقوت کی سیڑھی ہے اور ایک سبز زبرجد کی۔ کہا گیا کہ چڑھو اور پڑھو۔ میں چڑھا تو کہا کہ سورۃ الانعام پڑھو، میں نے پڑھی اور مجھے یہ نہیں پتہ کہ میں کس کو سنا رہا ہوں حتی کہ میں ساٹھویں آیت وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ پر پہنچا، کہا اے حمزہ! کیا میں اپنے بندوں پر غلبہ نہیں رکھتا ہوں۔ میں نے کہا بلاشبہ۔ فرمایا صَدَقْتَ اِقْرَأْ تو میں نے سورۂ اعراف پڑھی حتی کہ اس کے آخر پر پہنچا تو میں آیت سجدہ پر سجدہ کرنے لگا فرمایا کافی ہے چلو سجدہ نہ کرو۔ حمزہ تمہیں یہ قراءت کس نے سکھائی ہے میں نے کہا سلیمان نے۔ کہا صَدَقَ سلیمان کو کس نے پڑھایا ہے میں نے کہا یحیٰی نے فرمایا صدق یحیی۔ یحیٰی نے کس سے پڑھا ہے میں نے کہا ابوعبدالرحمٰن سے۔ فرمایا صدق ابوعبدالرحمن۔ ابوعبدالرحمٰن کو کس نے پڑھایا ہے۔ میں نے کہا آپ کے نبی کے چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب نے۔ فرمایا صدق علی۔ علی کو کس نے پڑھایا ہے، میں نے کہا آپ کے نبی ﷺ نے۔ فرمایا صدق نبیی میرے نبی کو کس نے پڑھایا، میں نے کہا جبرئیل علیہ السلام نے۔ فرمایا جبرئیل کو کس نے پڑھایا، میں اس کے جواب میں خاموش ہو گیا فرمایا کہو کہ تو نے۔ یہ میری زبان سے ادا نہ ہو سکا تو پھر دوبارہ تلقین فرمایا گیا۔ میں نے کہا اَنْتَ قَالَ صَدَقْتَ یَاحَمْزَۃُ.

اس کے بعد انعام واکرام سے نوازا گیا۔ اس رؤیا کا حضرت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ پر غیر معمولی اثر تھا۔ اسی طرح ایک اور خواب میں حضرت حمزہ کو ارشاد ہوا کہ پڑھیں۔ انہوں نے تلاوت شروع کی حتی کہ سورۃ طٰہٰ میں وَاَنَا اخْتَرْتُكَ پر پہنچے تو خطاب ہوا وَاَنَا اخْتَرْتُكَ ہم نے ہی تمہیں (بھی) چن لیا ہے پھر پڑھنے کا حکم ہوا تو میں نے پڑھا حتی کہ سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے میں نے آیت تَنْزِيْلُ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ

لام کے پیش سے پڑھی، حق تعالیٰ سبحانہٗ نے فرمایا تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ اے حمزہ زبر سے پڑھو یہی میرا کلام ہے، اسی طرح حملة العرش نے پڑھا ہے اور ایسے ہی پڑھانے والوں نے پڑھا ہے۔

پھر کنگن پہنائے گئے اور فرمایا گیا کہ یہ تمہارے قرآن پاک پڑھنے پر دیے گئے ہیں۔ پھر کمر میں پٹکا پہنایا گیا اور فرمایا یہ تمہارے دن میں روزہ سے رہنے پر عطا ہوا ہے۔ پھر تاج پہنایا گیا اور فرمایا یہ تمہارے لوگوں کو پڑھانے پر ہے۔ حمزہ تَنْزِیْلَہٗ کا زبر نہ چھوڑنا۔

حضرت حمزہ کو خواب میں یہ رویت بلا کیف رہی ہے اور کچھ حصہ مثالی بھی۔ لیکن یہ انعامات نہایت درجہ اخلاص پر اور قرآن پاک پر عمل پیرا ہونے سے اُن پر فرمائے گئے۔ بعد میں آج تک اُن کا فیض تواتر سے جاری چلا آرہا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

قرآنی اعمال و اخلاق ہی سیرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ کہ قرآن پاک کے احکام اور تعلیمات ہی آپ کی عادت و اخلاق تھے۔ قرآن پاک پر عمل کے بارے میں یہ روایت پیش نظر رکھنی چاہیے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے سبعۃ احرف کی ایک تفسیر میں روایت نقل فرماتے ہیں جس کا ایک حصہ یہ ہے :

زَاجِراً وَّاٰمِراً وَّحَلَالاً وَ حَرَاماً..... الحدیث (مستدرک ص ۵۵۳)

زَجْر و امر حلت و حرمت محکم و متشابہ اور امثال اُتارے گئے ہیں۔ جو حلال ہے اُسے حلال جانو، جو حرام ہے اُسے حرام جانو، جو تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ کرو، جس سے منع کیا گیا ہے اُس سے باز رہو۔ جو مثالیں بیان فرمائی گئی ہیں اُن سے عبرت پکڑو محکمات پر عمل کرو، متشابہات پر ایمان رکھو اور یہ کہو کہ ہم اِس پر ایمان لائے۔ سارا ہی کلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق اعمالِ صالحہ اور اپنے قرب و رضا سے نوازے، آمین ثم آمین. وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین.